عیدالاضحیٰ کی مذہبی اور سماجی اہمیت

پروفیسر اخترالواسع

حرف حق

عیدالاضحیٰ اسلام کا دوسرا مقدس تہوار ہے۔ عید کے معنی بار بار آنے کے ہوتے ہیں۔ اس سے مراد ہے بار بار آنے والی خوشی یا لوٹ کر آنے والی خوشی، چوں کہ عید کی خوشیاں بھی لوٹ لوٹ کر آتی ہیں اس لیے اس کو عید کہا جاتا ہے اور عیدالاضحیٰ کا مطلب ہے قربانی کی عید، چوں کہ اس عید کے ساتھ قربانی کی روایت جڑی ہوئی ہے، اس لیے اس کو عیدالاضحیٰ کہتے ہیں۔

عیدالاضحیٰ کی روایت ایک قدیم روایت ہے۔ آج سے ہزاروں سال قبل سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ اللہ کے راستے میں اپنے بیٹے کو قربان کر رہے ہیں۔ اس لیے انہوں نے اپنے بیٹے کو اللہ کے راستے میں قربان کرنے کا ارادہ کیا۔ اللہ کی طرف سے تو وہ امتحان مقصود تھا، اس لیے جیسے ہی وہ اس کے لیے تیار ہوئے اللہ تعالیٰ نے خود ایک مینڈھا بھیج کر اس کی قربانی دی اور اس کو ذبح عظیم قرار دیا۔ اس کے بعد گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان مکمل ہو گیا اور اللہ نے ان کو دنیا کی امامت کے لیے قبول کر لیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو حکم ہوا کہ وہ اللہ کی عبادت کے لیے ایک گھر بنائیں اور اس کو عبادت کرنے والوں کے لیے پاک و صاف رکھیں تا کہ لوگ وہاں عبادت کریں اور طواف کریں۔ گویا ان کو اس گھر کا متولی یا خادم بنایا گیا، اس کے بعد اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو اس گھر کی زیارت کرنے کا اعلان کریں۔

عرب کا علاقہ غیر آباد تھا اور چاروں طرف بے آب و گیاہ میدان یا خشک پہاڑ تھے اور وہاں کوئی اہم تجارتی گزرگاہ بھی نہیں تھی، لیکن جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کے لیے آواز دی تو لوگ جوق در جوق وہاں آنے لگے اور ہر آدمی ''لبیک اللّٰھم لبیک'' (حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں) کہتا ہوا یہاں حاضر ہوتا ہے اور جو اعمال حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہؓ نے انجام دیے تھے، سارے لوگ یہاں آ کر انہی کو انجام دیتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنے بیٹے اور بیوی کو بے آب و گیاہ میدان میں چھوڑ دیا تو حضرت ہاجرہؓ نے اپنے بیٹے کے لیے پانی اور کھانے کی تلاش میں ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک سات چکر لگائے، اللہ نے حضرت ہاجرہؓ کے اس عمل کو اتنا پسند کیا کہ اس کو رہتی دنیا تک عبادت بنا دیا۔ آج بھی سارے حاجی حج کے ایام میں اور عمرہ کے دوران میں حضرت ہاجرہؓ کی اس روایت (سعی) کو انجام دیتے ہیں اور یہ حج کی اہم عبادت ہے۔ حضرت ہاجرہؓ کی اور حضرت اسمٰعیلؑ کی تقلید میں رمی جمار کرتے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی تقلید میں طواف کرتے ہیں۔ دیکھا جائے تو ایام حج کی یہ عبادات ایک اعتبار سے سماجی پہلو ہیں اور ان میں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اس میں ایک خاتون کے اپنے بچے کے لیے پانی کی تلاش کو عبادت بنایا گیا ہے۔ یہ بنیادی انسانی ضرورت تھی لیکن مادریت کے جس جذبے سے یہ کوشش کی گئی تھی یعنی اپنے بچے کے لیے رحم دلی کے جس جذبے سے یہ سعی کی گئی تھی، ارحم الراحمین کی بارگاہ میں اس کو قبولیت حاصل ہوئی اور اس کو عبادت بنا دیا گیا، اس میں یہ سبق بھی ہے کہ آج بھی جو مرد یا جو عورت اپنے بچوں کے لیے قربانی دے، ان کی ضروریات کی تکمیل کے لیے محنت کرے، وہ بھی عبادت ہے اور حقیقت میں وہ حضرت ہاجرہؓ کی بھی سنت ہے۔

اللہ رب العزت نے اس واقعہ کو رہتی دنیا تک تہوار بنا دیا اور اس کو دین کا ایک رکن بنا دیا۔ آج بھی ساری دنیا سے لوگ اس واقعہ کی یاد میں مکہ مکرمہ جاتے ہیں اور وہاں ان اعمال کو انجام دیتے ہیں جو سیدنا ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے انجام دیے تھے اور جو لوگ وہاں جا نہیں پاتے، وہ اپنے مقام پر رہ کر اس کی دعا کرتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس مقدس سرزمین کی زیارت کرائے۔

جن لوگوں کو اس سفر سعادت کی سعادت میسر آ جائے وہ تو خوش نصیب ہیں لیکن جو اس سفر میں نہیں گئے ہوں ان کے لیے اپنے مقام پر رہ کر ان اعمال میں سے کچھ کی انجام دہی بھی ہے۔ ان میں سب سے اہم عمل قربانی ہے۔ قربانی اللہ کے نزدیک بہت محبوب عمل ہے۔ قربانی ہر مالدار مسلمان پر فرض ہے۔ قربانی صرف اللہ کے لیے کرنی چاہیے۔ اگر قربانی میں نام و نمود اور شہرت کی خواہش ہوگی یا دکھاوے کے لیے قربانی کی جائے گی تو یہ قربانی بجائے ثواب کے الٹا عذاب کا سبب ہوگی۔ اس لیے کہ اللہ کے پاس قربانی کرنے والے کی طرف سے کوئی چیز نہیں پہنچتی سوائے اس کی نیت اور اس کے تقویٰ کے۔

حج کی عبادت تو صرف مکہ مکرمہ میں جا کر بیت اللہ میں ہی ادا کی جا سکتی ہے لیکن قربانی ہر مالدار مسلمان پر اس کے مقام پر واجب ہے، اس لیے وہ جہاں ہے وہاں قربانی کرے۔ البتہ اگر وہ اپنے مقام کے علاوہ کسی اور مقام پر بھی قربانی کرنا چاہے یا کسی دوسرے سے کروانا چاہے تو کر سکتا ہے۔

قربانی کے بے شمار فوائد ہیں، روحانی فوائد بھی ہیں اور سماجی فوائد بھی۔ روحانی طور پر اس کے ذریعے انسان کو تقویٰ حاصل ہوتا ہے، اس کا دل مال کے لالچ اور دنیا کی حرص سے پاک ہو جاتا ہے۔

سماجی طور پر بھی قربانی کے بہت فوائد ہیں۔ قربانی میں یہ ضروری ہے کہ بہت عمدہ قسم کے اچھے جانور قربان کیے جائیں۔ یہ جانور عام طور پر دیہات کے رہنے والے کسان یا مزدور پالتے ہیں۔ سال بھر وہ ان جانوروں کے ساتھ محنت کرتے ہیں۔ ان کو پال پوس کر بڑا کرتے ہیں۔ قربانی کے موقع پر یہ جانور گراں قیمت پر فروخت ہو جاتے ہیں۔ ان کی قیمت سے، بہت سے عام لوگوں کی مدد ہوتی ہے۔ ایک بات یہ ہے کہ قربانی کے جانور دوسرے جانور سے زیادہ قیمت پر فروخت ہو جاتے ہیں، اس سے کسانوں اور مزدوروں کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

قربانی کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ قربانی کے جانور کی کھال پر غریبوں کا حق ہے۔ اس کے ذریعہ ان کی امداد ہو جاتی ہے اور ہمارے ملک میں تو قربانی کی کھالیں غریبوں کے ساتھ ساتھ مدرسوں میں بھی دینے کا رواج ہے۔ اس طرح قربانی سماجی خدمت کے ساتھ ساتھ تعلیم کے فروغ کا بھی ذریعہ بنتی ہے۔

قربانی کے گوشت کے بارے میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ اس کے تین حصے کیے جائیں۔ ایک حصہ اپنے گھر کے لیے، ایک حصہ دوستوں کے لیے اور ایک حصہ غریبوں کے لیے۔ اس طرح قربانی کے ذریعے دوستوں اور رشتے داروں کے درمیان بہتر اور مضبوط رشتے قائم ہوتے ہیں یہ گویا رشتوں کو مضبوط کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ چوں کہ قربانی کے گوشت کا ایک حصہ غریبوں کو دیا جاتا ہے، اس لیے اس کے ذریعے امیروں اور غریبوں کے درمیان بھی قربت بڑھتی ہے اور بہتر معاشرتی نظام قائم ہوتا ہے۔ معاشرے کے مختلف طبقات میں رابطہ قائم ہوتا ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو عیدالاضحیٰ کا تہوار ایسا تہوار ہے جس میں انسان کی روحانی طور پر ترقی ہوتی ہے اور معاشرے کے اندر سماجی طور پر بہتر روابط استوار ہوتے ہیں۔ لوگوں کے درمیان فاصلے کم ہوتے ہیں اور آپس کی قربتیں بڑھتی ہیں اور اس کے ذریعہ سماج کے اندر معاشی عدم مساوات کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔ لوگوں کو زبردست معاشی فوائد حاصل ہوتے ہیں، روزگار ملتا ہے اور معاشرے میں مجموعی طور پر خوش حالی آتی ہے۔

(مضمون نگار جامعہ ملیہ اسلامیہ میں پروفیسر ایمریٹس اسلامک اسٹڈیز ہیں)

wasey27@gmail.com

> **چوں کہ قربانی کے گوشت کا ایک حصہ غریبوں کو دیا جاتا ہے، اس لیے اس کے ذریعے امیروں اور غریبوں کے درمیان بھی قربت بڑھتی ہے اور بہتر معاشرتی نظام قائم ہوتا ہے۔ معاشرے کے مختلف طبقات میں رابطہ قائم ہوتا ہے۔**

جمہوری نظام مملکت کے پیچ و خم

محمد عباس دھالیوال

تجزیہ

آج دنیا کے مختلف ممالک میں جمہوری طرز حکومت پر مبنی حکومتوں کا رواج ہے، جب ہم جمہوریت کی تعریف دیکھتے ہیں تو اس کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں ملتی ہے کہ ''حکومت کی ایک ایسی حالت جس میں عوام کا منتخب شدہ نمائندہ حکومت چلانے کا اہل ہوتا ہے۔''، جبکہ یونانی مفکر ہیروڈوٹس نے جمہوریت کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے: ''جمہوریت ایک ایسی حکومت ہوتی ہے جس میں ریاست کے حاکمانہ اختیارات قانونی طور پر پورے معاشرے کو حاصل ہوتے ہیں۔''

جبکہ جمہوری طرز عمل پر سابق امریکی صدر ابراہم لنکن کا قول ہے: "Goverment of the people,by the people,for the people"، مطلب عوام کی حاکمیت، عوام کے ذریعہ اور عوام پر۔

جمہوریت ایک طرز حکومت ہے جسے آسان الفاظ میں عوام کی حکومت کہا جا سکتا ہے۔ آمریت کے برخلاف اس طرز حکمرانی میں تمام فیصلے عوامی نمائندے کرتے ہیں۔ جمہوریت کی دو بڑی قسمیں ہیں، بلاواسطہ جمہوریت اور بالواسطہ جمہوریت۔ بلاواسطہ جمہوریت میں قوم کی مرضی کا اظہار براہ راست افراد کی رائے سے ہوتا ہے۔ اس قسم کی جمہوریت صرف ایسی جگہ قائم ہو سکتی ہے جہاں ریاست کا رقبہ بہت محدود ہو اور ریاست کے عوام کا یکجا ہو کر غور و فکر کرنا ممکن ہو۔ اس طرز کی جمہوریت قدیم یونان کی شہری مملکتوں میں موجود تھی اور موجودہ دور میں یہ طرز جمہوریت سوئٹزرلینڈ کے چند شہروں اور امریکہ میں نیو انگلینڈ کی چند بلدیات تک محدود ہے۔ جبکہ آج بیشتر جدید وسیع مملکتوں میں تمام شہریوں کا ایک جگہ جمع ہونا اور اظہار رائے کرنا طبعاً ناممکن ہے۔ پھر قانون کا کام اتنا طویل اور پیچیدہ ہوتا ہے کہ معمول کے مطابق تجارتی اور صنعتی زندگی قانون سازی کے جھگڑے میں پڑ کر جاری نہیں رہ سکتی، اس لیے جدید جمہوریت کی بنیاد نمائندگی پر رکھی گئی۔ چنانچہ ہر شخص کے مجلس قانون ساز میں حاضر ہونے کے بجائے رائے دہندگی کے ذریعہ چند نمائندے منتخب کر لیے جاتے ہیں جو ووٹروں کی طرف سے ریاست کا کام کرتے ہیں۔ جمہوری نظام حکومت میں عوام کے دلوں میں نظام ریاست کا احترام پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں نظام حکومت خود عوام یا عوام کے نمائندوں کے ذریعے پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے، مگر یہ جذبہ صرف اس وقت کارفرما ہوتا ہے جب عوام کی صحیح نمائندگی ہو اور اراکین مملکت کا انتخاب درست اور شفاف ہو۔ لیکن آج وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ جمہوری نظام حکومت میں حکمراں جماعت کی ترجیحات بدلنے کے چلتے وہ جمہوری عمل کو بھی اپنی سہولت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس سال دنیا کے مختلف جمہوری نظام والے ممالک میں عام انتخاب منعقد ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں تاریخ کے سب سے بڑے انتخابی سال کی پہلی ششماہی کے انتخابات میں عالمی جمہوریت کے لیے ملے جلے نتائج سامنے آئے ہیں۔ اس ضمن میں کچھ ممالک یک جماعتی ڈکٹیٹرشپ کی جانب بڑھتے دکھائی دیے ہیں جبکہ کچھ کے انتخابات میں پہلے سے طے شدہ نتائج کی جھلک دکھائی دی۔

جنوبی ایشیا میں انتخابات کے نتائج پر جاری ایک تجزیاتی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ انسانی تاریخ کے سب سے بڑے اس انتخابی سال یعنی 2024 کی پہلی ششماہی میں منعقدہ انتخابات میں عالمی جمہوریت کے لیے ملے جلے نتائج سامنے آئے ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ ممالک یک جماعتی ڈکٹیٹرشپ کی جانب بڑھتے ہیں کیوں کہ اقتدار میں آنے والوں نے اپنی طاقت کو مستحکم کیا۔ کچھ ملکوں کے انتخابات میں پہلے سے طے شدہ نتائج کی جھلک دکھائی دی تاہم کچھ ملکوں میں عوام نے بیرونی دباؤ کے سامنے غیر متوقع مزاحمت کا مظاہرہ کیا۔

بات اگر جنوبی ایشیا میں انتخابات کے نتائج کی کریں تو اس ضمن میں سب سے پہلے بنگلہ دیش میں 7 جنوری کو ہونے والے انتخابات مرکزی حزب اختلاف، بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی (BNP) کی شرکت کے بغیر منعقد ہوئے، جو ایک طویل عرصے سے انتخابی عمل کی نگرانی کے لیے ایک غیر جانبدار نگراں حکومت کی تشکیل کا مطالبہ کر رہی تھی۔ لیکن ادھر بی این پی کے بائیکاٹ کے بعد ان انتخابات میں حکمراں جماعت عوامی لیگ کی فتح اور شیخ حسینہ کی پانچویں مدت یقینی ہوئی، جس سے وہ بنگلہ دیش کی سب سے طویل مدت تک فائز رہنے والی وزیراعظم بن گئیں۔

اس سے پہلے انتخابات میں کچھ بدامنی کے باوجود ووٹنگ تشدد کے کسی بڑے واقعہ یا بے ضابطگیوں کے بغیر انجام پائی۔ تاہم بی این پی کے بہت سے رہنماؤں اور حامیوں کو جیلوں میں ڈالے جانے اور کسی بڑی اپوزیشن کی عدم موجودگی کے باعث امریکہ اور برطانیہ ان انتخابات کو ''آزادانہ اور منصفانہ'' قرار نہ دینے پر اور میڈیا کے کچھ ذرائع یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ بنگلہ دیش مؤثر طریقے سے یک جماعتی ملک بن گیا ہے۔

دوسرے ہمارے پڑوسی ملک پاکستان میں بھی سال کے شروعات میں ہی انتخابات منعقد ہوئے، ان انتخابات میں بڑے پیمانے پر دھاندلی کی خبریں منظر عام پر آئیں۔ جن میں اکثر و بیشتر ایسے الزامات سامنے آئے کہ طاقتور ملٹری اسٹیبلشمنٹ پاکستان مسلم لیگ نون کی جماعت کے سابق وزیراعظم نواز شریف کے حق میں مداخلت کر رہی ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) جماعت نے پارٹی کے سربراہ سابق وزیراعظم عمران خان کے جیل جانے اور ان کے انتخابی نشانات پر پابندی سمیت، متعدد مشکلات کا سامنا کرنے کے باوجود غیر متوقع طور پر ٹھوس نتائج دکھائے۔ اس کے امیدواروں نے پارلیمنٹ کی 226 نشستوں میں سے 93 پر کامیابی حاصل کی، کیوں کہ انہیں آزاد امیدواروں کے طور پر انتخاب لڑنے پر مجبور کیا گیا تھا، اس لیے پی ٹی آئی متناسب طور پر مخصوص 60 نشستوں میں سے کسی ایک کا بھی دعویٰ نہ کر سکی اور اس طرح پاکستان مسلم لیگ نون کو پارلیمنٹ میں معمولی اکثریت حاصل ہوگئی۔ نواز شریف کی پارٹی نے بلاول بھٹو زرداری کی پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت بنائی ہے، جو اس سے قبل اس کی سب سے بڑی حریف تھی۔

اب بات حال ہی میں ہندوستان میں سات مرحلوں میں ہوئے عام انتخابات کی کریں تو ان انتخابات میں بھی حزب اختلاف کے جہاں کئی لیڈروں کو جیل میں ڈال دیا گیا، وہیں ان کے کھاتے تک فریز کر دیے گئے۔ اگرچہ ہندوستان کے وزیراعظم نریندر مودی کی بھارتیہ جنتا پارٹی ملک کی پارلیمنٹ میں بدستور سب سے بڑی جماعت ہے، تاہم پارٹی کے رہنما مودی کی طرف سے دیے گئے اب کی بار 400 پار اور مودی گارنٹی کے نعروں و دعویٰ کی اس الیکشن نے پول کھول کر رکھ دی گئی جب نتائج میں اسے اپنی قطعی اکثریت کھونے سے ایک غیر متوقع زور کا دھچکا دھیرے سے لگا ہے۔

بی جے پی کو 4 جون کو اعلان ہوئے نتائج میں پارلیمنٹ کی 543 میں سے صرف 240 نشستوں پر کامیابی حاصل ہوئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے اس بار اپنے نیشنل ڈیموکریٹک الائنس (این ڈی اے) کے ساتھ مل کر نئی حکومت کی تشکیل کی جس کا فلور ٹیسٹ ہونا ابھی باقی ہے۔

دریں اثناء گزشتہ مودی کے دور حکومت میں صحافیوں پر استبداد، بڑھتی ہوئی ہندو قوم پرستی اور مسلم اقلیت کو دھمکیوں کے ساتھ ساتھ، بھارت کی اقتصادی ترقی اور بین الاقوامی اسٹیج پر اعتماد میں اضافہ بھی دیکھنے میں آیا ہے۔

ماہرین کے مطابق یہ خدشات اب بھی بنے ہوئے ہیں کہ بی جے پی کی ایک اور مدت کا مطلب یہ ہے کہ جمہوریت کو مزید نقصان پہنچ سکتا ہے، تاہم اب یہ دیکھنا کافی دلچسپ ہوگا کہ آیا انڈین نیشنل کانگریس کی زیر قیادت انڈین نیشنل ڈیولپمنٹل انکلوسیو الائنس اپنی جیتی ہوئی 234 نشستوں کے باعث اپنی مضبوط اپوزیشن برقرار رکھ سکے گا؟

ادھر اسی سال نومبر میں امریکی صدارتی انتخابات بھی ہونے جا رہے ہیں جن میں ایک مرتبہ پھر سے جو بائیڈن اور ٹرمپ کے بیچ سخت مقابلہ ہونے کے امکانات ہیں۔ کل ملا کر آج دنیا کے مختلف ممالک میں جن میں جمہوری طرز حکومت قائم ہے، ان میں بیشتر جگہ پہ جس طرح سے جمہوریت کے ساتھ کھلواڑ ہو رہا ہے اور جس طرح جمہوری اقدار کو پامال کیا جا رہا ہے، اس کی مثال اس سے قبل نہیں ملتی۔ آج جمہوریت کی جو حقیقتاً حالت ہے، اس کے متعلق شاعر مشرق علامہ اقبال نے کتنا سچ کہا تھا کہ

اس راز کو اک مردِ فرنگی نے کِیا فاش
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے
جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گِنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے!

abbasdhaliwal72@gmail.com

> **یہ دیکھنا کافی دلچسپ ہوگا کہ آیا انڈین نیشنل کانگریس کی زیر قیادت انڈین نیشنل ڈیولپمنٹل انکلوسیو الائنس اپنی جیتی ہوئی 234 نشستوں کے باعث اپنی مضبوط اپوزیشن برقرار رکھ سکے گا؟**

اقوال زرّیں

حضرت عمر فاروقؓ

- وہ شخص جنتی ہے جو اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لے۔
- ایمان کے بعد نیک بخت بیوی سے زیادہ کوئی نعمت نہیں۔
- گناہ کا ترک کر دینا توبہ کی تکلیف سے زیادہ آسان ہے۔

ہندوستان کا نمبر ایک اردو اخبار
روزنامہ راشٹریہ سہارا

جی-7 سربراہ اجلاس

نشستند، برخاستند سے زیادہ کیا تھا؟

کسی بڑے گروپ کا سربراہ اجلاس منعقد ہوتا ہے تو یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ یہ اجلاس بڑے ممالک کے لیے طاقت کے اظہار کا محض موقع نہیں ہوگا، اس اجلاس میں ترقی یافتہ اور طاقتور ممالک اپنے مفاد کے ساتھ دنیا کے مفاد کا خیال کرتے ہوئے کچھ بڑے فیصلوں کا اعلان کریں گے، دنیا کے بڑے مسئلوں کو حل کرنے پر توجہ دیں گے۔ اسی لیے جی-7 کے حالیہ سربراہ اجلاس سے بھی یہ توقع کی گئی تھی کہ اس کے رکن ممالک دنیا کے دیگر بڑے مسئلوں پر توجہ دینے سے پہلے یوکرین اور غزہ جنگ ختم کرانے کا کوئی خاکہ پیش کریں گے مگر ایسا نہیں ہوا۔ یوں تو ہر اجلاس کی کچھ نہ کچھ اہمیت ہوتی ہے، جی-7 کے حالیہ سربراہ اجلاس کی بھی کچھ نہ کچھ اہمیت ہے مگر دو جنگیں چل رہی ہوں اور ایک بڑا اجلاس منعقد کیا جائے تو جنگوں سے زیادہ توجہ کس بات پر دی جانی چاہیے؟ اس سوال پر غور کرنے پر یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اٹلی میں منعقدہ جی-7 کے حالیہ سربراہ اجلاس کے بارے میں یہ سوچنا کیوں غلط نہیں کہ یہ نشستند، برخاستند سے زیادہ کیا تھا؟

امریکہ اور اس کے یوروپی اتحادیوں نے یوکرین جنگ کی ابتدا کے بعد سے یہی دکھانے کی کوشش کی ہے کہ وہ یوکرین کے ساتھ کھڑے ہیں اور ہر حال میں روس کو شکست دینا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف روسی لیڈروں نے بھی بار بار یہ اشارہ دیا ہے کہ امریکہ اور یوروپی ملکوں کی یوکرین جنگ میں حد سے زیادہ مدد حالات کو سنگین ہی بنائے گی۔ ولادیمیر پوتن خود ایک سے زیادہ بار ایٹم بم استعمال کرنے کی باتیں کہہ چکے ہیں مگر امریکہ کے حامی یوروپی لیڈروں کے قول و عمل سے ایسا لگتا ہے کہ یوکرین جنگ نے انہیں اس اندیشے میں مبتلا کر دیا ہے کہ یوکرین پر اگر روس کا قبضہ ہو گیا تو وہ اسی ملک تک محدود نہیں رہے گا، پوتن کی جنگی مہم آگے بڑھے گی، وہ یہ چاہیں گے کہ روس کے پرانے دنوں کو واپس لائیں، سوویت روس کے وقت میں جیسے ناٹو کے خلاف ایک بڑا اتحاد وارسا پیکٹ کا ہوا کرتا تھا، اسی طرح کا کوئی اتحاد بنائیں اور یہ جنگ کے بغیر ممکن نہیں، کیونکہ وارسا پیکٹ کو تحلیل کر دیے جانے کے بعد بھی ناٹو کی توسیع ہوتی رہی اور آج وارسا پیکٹ سے وابستہ کئی ممالک ناٹو کا حصہ ہیں۔ وارسا، پولینڈ کا دارالحکومت ہے اور اسی کے نام پر وارسا پیکٹ نام پڑا تھا۔ آج پولینڈ ہی ناٹو کا حصہ ہے۔ اسی لیے اس خدشے کا اظہار کیا جانا غیر فطری نہیں ہے کہ روس اگر یوکرین جنگ جیت لیتا ہے تو اس کا پہلا نشانہ پولینڈ ہی ہوگا۔ اب ایسا ہوگا یا نہیں ہوگا، اس کا انحصار اس بات پر بھی ہے کہ دنیا کے حالات کیا رہتے ہیں، البتہ اس سلسلے میں جی-7 کے ممالک بڑے حساس ہیں۔ اسی لیے جی-7 جو 1997 سے جی-8 بن گیا تھا، 2014 میں اسے روس کو الگ کر کے جی-7 بنا دیا گیا۔ روس کو الگ کیے جانے کی وجہ یہ تھی کہ 2014 میں اس نے یوکرین کے خلاف حملہ کیا تھا اور کریمیا کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ یہ علاقہ آج اسی کے قبضے میں ہے۔

یوکرین جنگ کے ساتھ غزہ جنگ بھی چل رہی ہے۔ اس میں اسرائیل کے ساتھ امریکہ اور یوروپی ممالک اس طرح کھڑے ہیں جیسے اسرائیل کی جنگ کسی بڑی طاقت کے خلاف ہو۔ انہیں اس بات کی قطعی پروا نہیں کہ اس جنگ میں بڑی تعداد میں بچوں اور خواتین کی جانوں کا اتلاف ہوا ہے، کیونکہ انسانیت کو دیکھنے کا ان کا دوہرا نظریہ ہے۔ انہیں تو انسان وہ نظر آتے ہیں جو روس کی چھیڑی ہوئی یوکرین جنگ میں مارے جا رہے ہیں۔ غزہ جنگ میں امریکہ اور یوروپی ممالک کے رول کو دیکھتے ہوئے بلاتفریق مذہب و ملت انسانوں کی فلاح چاہنے والے لوگ حقیقت سمجھنے لگے ہیں۔ پھر بھی چاہتے ہیں کہ یوکرین جنگ ختم ہو مگر یہ جنگ کیسے ختم ہوگی جب روس کو مشتعل کرنے والی کارروائی کی جائے گی۔ جی-7 کے سربراہ اجلاس میں روس کے منجمد اثاثوں کے سود سے یوکرین کو 50 ارب ڈالر قرض دینے کا فیصلہ کیا ماسکو کو مشتعل کرنے والی کارروائی نہیں ہے؟ ہندوستان جی-7 کا حصہ نہیں مگر ہمارے وزیراعظم نریندر مودی کو اس میں شامل ہونے کے لیے مدعو کیا گیا تھا۔ وزیراعظم نے جی-7 اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بجا طور پر یہ بات کہی ہے کہ مصنوعی ذہانت سب کے لیے ہو۔ تکنیک کا استعمال سب کی ترقی کے لیے ہو۔ امید کی جانی چاہیے کہ جی-7 کے ممالک ہی نہیں، دنیا کے تمام ممالک ان کی اس بات پر خصوصی توجہ دیں گے۔

edit2sahara@gmail.com

مراسلات

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

ہاکی شائقین کیلئے خوشخبری

مکرمی!

ہندوستان کے قومی کھیل ہاکی شائقین کیلئے یہ خوشخبری ہے کہ ہاکی انڈیا نے 8 سال کے وقفہ کے بعد نیشنل لیگ دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے تحت قومی سطح پر منعقد ہونے والی اس اہم تقریب میں 8 مرد ہاکی ٹیمیں اور 6 ٹیمیں خواتین کی شرکت کریں گی اور اس کیلئے رجسٹریشن کی آخری تاریخ 30 جون مقرر کی گئی ہے جس کی منظوری بھی بین الاقوامی ہاکی فیڈریشن (FIH) سے حاصل ہو چکی ہے۔ ہاکی انڈیا (HI) کے صدر دلیپ ٹرکی نے کہا ہے کہ ہم پراعتماد ہیں کہ اس انعقاد سے ہندوستانی ہاکی کھلاڑیوں کو دنیا کے دیگر بہترین کھلاڑیوں کے ساتھ اور ان کے خلاف کھیلنے کا موقع حاصل ہوگا اور اس طرح ہمارے کھلاڑیوں کے کھیل کا معیار بلند ہوگا اور اسی کے ہمراہ قومی سطح پر ہاکی کی تشہیر بھی ہوگی۔ قابل ذکر ہے کہ ہاکی لیگ 2013 میں متعارف کی گئی تھی اور 2017 میں ترک کر دی گئی تھی۔

اظہر علی خاں - شرافت منزل، کوتوالان، رامپور-1

اسوۂ ابراہیمؑ پر عمل کا وقت

مکرمی!

17 رجون 2024 کو عیدالاضحیٰ منائی جائے گی۔ یہ مسلمانوں کا ایک عظیم تہوار ہے، جس میں مسلمان اسوۂ ابراہیم پر عمل کے ساتھ اس کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے اللہ رب العزت کی رضا و خوشنودی کے لیے ایک جانور کا ذبیحہ پیش کرتا ہے اور اس دن مسلمانوں کے لیے قربانی سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں ہوتا ہے۔ ایک موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول کریمؐ سے پوچھا کہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ تو نبی کریم محمد مصطفیٰؐ نے فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اس لیے مسلمانوں اس سنت کو زندہ اور باقی رکھنے کے لیے اللہ کی رضا و خوشنودی کی تلاش کے لیے اللہ کی راہ میں ایک جانور کی قربانی پیش کرو۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ اپنے ذہن و دماغ میں قربانی کا مقصد شہرت طلبی، جھوٹی شان و شوکت، ریا و نمود، غریب اور کمزور بھائیوں پر اپنا رعب بٹھانے کی کوشش ہرگز نہ ہو، بلکہ آپ کی قربانی کا مقصد اللہ کو خوش کرنا ہو اور غریب و مجبور اور بے بس جو آپ کے مسلم بھائی ہیں، اپنی اس قربانی میں سے ان کے لیے بھی ہدیہ و تحفہ ان کے گھروں تک پہنچانے کی کوشش کرو۔ صرف قربانی کے گوشت کو اپنے اور اپنے رشتے داروں تک محدود نہ کرو بلکہ اپنے اس بھائی تک اس قربانی کے گوشت کو پہنچانے کی کوشش کرو جس کے یہاں قربانی نہیں ہے۔ موجودہ دور سوشل میڈیا کا ہے۔ لوگ جانور خریدتے ہیں اور اپنی واہ واہی کے لیے سوشل میڈیا پر پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ دکھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم نے اتنا مہنگا جانور خریدا ہے۔ ہم سب کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ ہمارا رب جس کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہم یہ کار خیر انجام دے رہے ہیں، وہ ہمارے دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس بندۂ مؤمن میں کتنا اللہ کا خوف ہے اور کس قدر اللہ کا ڈر ہے اسے بتانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ ہر انسان کے سینوں کی باتوں کا علم رکھنے والا ہے۔ اس لیے ہمیں ریا و نمود اور جھوٹی شہرت سے بچتے ہوئے رب کی رضا کے لیے اسوۂ ابراہیم کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے اپنے رب سے اپنی قربانی کی قبولیت کے لیے دعا کرتے ہوئے اس تہوار کو منانا چاہیے۔ قربانی میں خاص طور سے صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا چاہیے اور اپنی ذات سے کسی دوسرے کو تکلیف دینے سے بچنا چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ جانور کے ذبیحہ کا فوٹو یا ویڈیو وائرل کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ جانور ذبح کرنے سے پہلے جب ہم قربانی کی دعا پڑھتے ہیں تو اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ میری نماز، میری قربانی، میرا مرنا اور میرا جینا سب تیرے ہی لیے ہے اور تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ جب ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں اور ہمیں اس بات کا بھی علم ہے کہ اللہ رب العزت کو ہماری قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ ہمارے دلوں کا تقویٰ ہمارے رب کے پاس پہنچتا ہے۔ اس لیے مسلمانوں اپنی قربانی کو صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے کرو اور اس کے ذریعہ اللہ کا قرب تلاش کرو۔ تمہارے جانوروں کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے دربار میں شرف قبولیت تک پہنچ جاتا ہے۔ ہم سب کو دعا کرنی چاہیے کہ الہ العالمین ہم تمام مسلمانوں کی قربانیوں کو شرف قبولیت بخشے اور ہمارے اندر سے ریا و نمود اور دکھاوا نکال دے۔ ہم سب اللہ واحد کو خوش کرنے کے لیے اپنی قربانی پیش کریں اور اللہ پاک ہم سب کو اخلاص و للّٰہیت کی توفیق بخشے۔ آمین

ابوفرحان عبدالواحد بلرامپوری - چمن وہار، لونی، غازی آباد

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر و پبلشر **ضیاء قادری** نے ایم این ایس پرنٹرس پرائیویٹ لمیٹیڈ نمبر 345/4 بھٹراہلی، اولڈ مدراس روڈ، کے آر پورم، بنگلور۔ 560049 سے چھپوا کر **دفتر روزنامہ راشٹریہ سہارا** ڈی۔5، تھرڈ فلور، جیوتی کمپلیکس، اپوزٹ ماروتی سوزوکی شوروم، 134/1 انفنٹری روڈ بنگلورو۔ 560001 سے شائع کیا۔
Published & Printed by **Zia Qadri** on behalf of Sahara India Mass Communication and Printed at **M.N.S. Printers Pvt. Ltd.** No.345/4, Bhattarahalli, Old Madras Road, K.R.Puram, Bengaluru-560049, Karnataka and Published from Office **Roznama Rashtriya Sahara** D-5, 3rd Floor, Jyothi Complex, Opp. Maruti Suzuki Showroom, 134/1, Infantry Road, Bengaluru-560001
Editor & Group Editor: **Abdul Majid Nizami** (editor.nizami@gmail.com) Resident Editor: **Nematullah Hameedi** (mnhameedi@gmail.com) * **ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: عبدالماجد نظامی** ■ **ریزیڈنٹ ایڈیٹر: نعمت اللہ حمیدی** *
For News Blr: **saharaurdubangalore@gmail.com** ■ **Advertisement. Bengaluru: 080-25594449 (National):** ■ 0-9891773434, 9899452476 **Email:** adsahara@gmail.com
www.roznamasahara.com **9448051975** : سرکولیشن، **080-25594449** : ٹیلی فون نمبر بنگلور آفس
روزنامہ راشٹریہ سہارا
○ حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں
سال: **16** شمارہ نمبر: **5867** R.N.I. No.KARURD/2007/22871 **Roznama Rashtriya Sahara** (Bengaluru) Regd.: KA/BGGPO/2555/09-11
* اس شمارہ میں شامل شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار